علمی تحقیق

امام ذہبی کی کتاب ”میزان الاعتدال“ میں ایک خیانت

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف الحاقی ہے!!!

نثار احمد خان مصباحی

علومِ حدیث میں علم رجال اس جہت سے سب سے اہم علم ہے کہ اس کے ذریعہ عام طور پر صحیح اور غیر صحیح حدیثوں کی پہچان ہوتی ہے۔
امام علی بن مدینی (۱۶۱ھ-۲۳۴ھ) کا مشہور قول ہے:
”معرفة الرجال نصف العلم“ علمِ رجال آدھا علم (حدیث) ہے۔

امام عبداللہ بن مبارک (۱۱۸ھ-۱۸۱ھ) فرماتے ہیں:
الإسناد من الدين. لو لا الإسناد لقال من شاء ما شاء.
”اسناد دین سے ہے، اگر اسناد نہ ہوتی تو جس کے دل میں جو آتا کہہ دیتا۔“[1]

امام سفیان ثوری (۹۷ھ-۱۶۱ھ) فرماتے ہیں:
الإسناد صلاح المؤمن. اسناد مومن کا ہتھیار ہے۔[2]
معرفتِ رجال کی اہمیت کے پیشِ نظر تدوینِ حدیث کے ابتدائی دور ہی سے علما و محدثین نے رجال حدیث پر کلام فرمایا، بلکہ اس کا آغاز خود صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فرمایا۔[3]

پھر مشاہیر تابعین میں امام سعید بن جبیر (۴۵ھ-۹۵ھ)، امام سعید ابنِ مسیب (۱۳ھ-۹۴ھ)، امام شعبی (۱۷ھ-۱۰۳ھ)، امام حسن بصری (۲۱ھ-۱۱۰ھ) اور امام ابنِ سیرین (۳۳ھ- ۱۱۰ھ) وغیرہ ائمہ نے رجال پر کلام فرمایا۔

پھر ان حضرات کے بعد امام اعمش (۶۱ھ- ۱۴۸ھ)، امامِ اعظم ابو حنیفہ (۸۰ھ- ۱۵۰ھ)، امام اوزاعی (۸۸ھ- ۱۵۷ھ)، امام شعبہ بن حجاج (۸۲ھ- ۱۶۰ھ)، امام سفیان ثوری (۹۷ھ- ۱۶۱ھ)، امام مالک (۹۳ھ- ۱۷۹ھ)، امام عبد اللہ بن مبارک (۱۱۸ھ-۱۸۱ھ) اور امام سفیان بن عیینہ (۱۰۷ھ - ۱۹۸ھ) وغیرہ کثیر ائمہ نے رجال پر کلام کیا۔ مگر دوسری صدی ہجری کے تیسرے ربع تک یہ سلسلۂ کلام زبانی رہا اور بقدرِ حاجت مختصر بھی، جس کی ایک اہم وجہ اس عہد تک مجروح راویوں کی قلت ہے۔ سب سے پہلے جس امامِ جرح و تعدیل کے اقوال تحریری شکل میں جمع کیے گئے وہ امام یحییٰ بن سعید القطان (۱۲۰ھ- ۱۹۸ھ) ہیں۔ پھر ان کے تلامذہ میں امام یحییٰ بن معین (۱۵۸ھ-۲۳۳ھ)، امام علی بن مدینی، امام احمد بن حنبل (۱۶۴ھ-۲۴۱ھ)، امام ابو خیثمہ (۱۶۰ھ-۲۳۴ھ) اور عمرو بن علی الفلّاس (۰۰۰-۲۴۹ھ) وغیرہ نے احوالِ رجال پر گفتگو فرمائی۔

پھر ان حضرات کے تلامذہ میں امام بو زرعہ رازی (۲۰۰ھ-۲۶۴ھ)، امام ابو حاتم رازی (۱۹۵ھ-۲۷۷ھ)، امام بخاری (۱۹۴ھ-۲۵۶ھ)، امام مسلم (۲۰۴ھ-۲۶۱ھ) اور امام ابو اسحاق جوزجانی (۰۰۰-۲۵۹ھ) وغیرہ نے رجال احادیث پر کلام فرمایا۔

ان حضرات کے بعد امام ترمذی (۲۰۹-۲۷۹ھ)، امام نسائی (۲۱۵ھ-۳۰۳ھ)، حافظ ابو البشر دولابی (۲۲۴ھ-۳۱۰ھ)، امام ابنِ خزیمہ (۲۲۳ھ-۳۱۱ھ) حافظ عقیلی (۰۰۰-۳۲۲ھ) امام ابنِ ابی حاتم رازی (۲۴۰ھ-۳۲۷ھ)، امام ابن حبان (۲۷۰ھ-۳۵۴ھ)، امام حافظ ابنِ عدی (۲۷۷ھ-۳۶۵ھ)، حافظ ابو الفتح ازدی (۰۰۰-۳۷۴ھ)، امام دار قطنی (۳۰۵ھ-۳۸۵ھ) اور امام حاکم نیشا پوری (۳۲۱ھ-۴۰۵ھ) وغیرہ کثیر ائمہ نے احوالِ رجال پر کلام فرمایا۔“[4]

رہا معاملہ تصنیف کا تو، اس کا آغاز امام یحییٰ بن سعید القطان کے اقوال کی جمع و تدوین سے ہوا، جیسا کہ گذرا، پھر دوسرے صدی کے بعد سے دسویں صدی تک کثیر ائمہ و محدثین نے رجالِ حدیث پر کتابیں لکھیں۔

عمومی طور پر دیکھا جائے تو یہ کتابیں تین طرح کی ہیں:

(۱)—وہ کتابیں جن میں ثقہ اور غیر ثقہ ہر طرح کے رجال پر گفتگو کی گئی ہے، جیسے امام بخاری کی ”التاریخ الکبیر“، امام ابو زرعہ دمشقی (۰۰۰-۲۸۱ھ) کی ”تاریخ“، حافظ ابنِ سعد ”کاتب الواقدی“ (۱۶۸ھ-۲۳۰ھ) کی ”الطبقات“، امام ابو بکر احمد بن ابی خیثمہ (۱۸۵ھ-۲۷۹ھ) کی ”التاریخ الکبیر“، امام ابن ابی حاتم کی

"الجرح والتعدیل" وغیرہ، اور پھر متاخر محدثین کی کثیر تصنیفات۔

(۲)—وہ کتابیں جن میں مصنف نے اپنے علم واجتہاد کے مطابق صرف ثقہ راویوں کے احوال واسماذکر کیے ہیں۔ جیسے: امام عجلی (۱۸۲ھ-۲۶۱ھ) کی "معرفة الثقات"، امام ابنِ حبان کی "کتاب الثقات"، امام ابنِ شاہین (۲۹۷ھ-۳۸۵ھ) کی "تاریخ اسماء الثقات" اور متاخرین میں علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی (۸۰۲ھ-۸۷۹ھ) کی ضخیم کتاب "الثقات ممن لم يقع في الكتب الستة" وغیرہ۔

(۳)—وہ کتابیں جن میں مصنف نے اپنے علم واجتہاد کے مطابق ضعیف یا مجروح راویانِ حدیث کے احوال بیان کیے ہیں، ایسی کتابوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ضعفا اور مجروحین کے تذکرے پر مشتمل کتابیں لکھنے والوں میں امام بخاری، امام ابوزرعہ رازی، امام نسائی، حافظ عقیلی، امام ابنِ حبان، حافظ ابنِ عدی، امام دارقطنی، امام ابن شاہین اور امام حاکم نیشاپوری وغیرہ کثیر ائمہ و محدثین ہیں جو متقدمین میں ہیں۔ پھر حافظ ابنِ طاہر مقدسی (۴۴۸ھ-۵۰۷ھ)، امام ابن الجوزی (۵۱۰ھ-۵۹۷ھ)، ابن الرومیہ اشبیلی (۵۶۱ھ-۶۳۷ھ)، امام شمس الدین ذہبی (۶۷۳ھ-۷۴۸ھ)، امام ابنِ حجر عسقلانی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) اور امام سیوطی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) وغیرہ کئی ائمہ ہیں جو متاخرین میں ہیں۔ (۵)

متاخر ائمۂ رجال میں امام ذہبی کا رتبہ اور کام سب سے بلند ہے۔ انھوں نے ضعیف اور مجروح راویانِ حدیث کے احوال پر کئی کتابیں لکھیں، سب سے پہلے انھوں نے "المغني في الضعفاء" لکھی، اس کتاب کی ایک خوبی یہ ہے کہ حافظ ذہبی اس میں ہر راوی کے بارے میں صحیح ترین حکم ایک لفظ میں بیان کردیتے ہیں۔ (۶)

امام سیوطی نے "تدريب الراوي" میں اس کتاب کا تذکرہ کیا تو اس کا ایک "ذیل" لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ (۷) اور پھر "ذیل تذکرة الحفاظ" میں امام ذہبی کے تذکرے میں یہ خبر بھی دی کہ میں نے "المغني" کا ایک "ذیل" لکھا ہے۔ (۸)

پھر حافظ ذہبی نے ضعیف اور مجروح رجال کے احوال پر "المغني" سے زیادہ جامع اور مفصل ایک کتاب لکھی جس کا نام انھوں نے "الميزان الاعتدال في نقد الرجال" رکھا۔ اس کتاب میں انھوں نے کوشش کی کہ کوئی ایسا راوی چھوٹنے نہ پائے جس کا متقدمین کی کتبِ ضعفا میں کسی طرح کے ضعف اور جرح کے ساتھ تذکرہ ہے، اگرچہ وہ راوی "ثقہ" ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی انھوں نے متقدمین (خصوصاً حافظ ابنِ عدی) کی پیروی میں بہت سے ایسے افراد کا تذکرہ اس کتاب میں کردیا ہے جو خود حافظ ذہبی کے نزدیک "ثقہ" تھے، اور ایسا انھوں نے اس لیے کیا ہے کہ کہیں ان پر تعقب نہ ہو جائے!! (ان تمام باتوں پر مشتمل ان کی عبارت آگے آرہی ہے۔)

مگر اس اہتمام کے باوجود بہت سے ضعیف اور مجروح راوی ان سے چھوٹ گئے اور نقدِ رجال میں اجتہادی صلاحیتوں کے باوجود بہت سے اوہام اور خطائیں سرزد ہوئیں، جن کی وجہ سے بعد میں آنے والے کئی محدثین نے ان پر "استدراک" کیا، یعنی ميزان الاعتدال کا "ذیل" یا "حاشیہ" اور "تعلیق" لکھی جس میں حافظ ذہبی سے چھوٹ جانے والے مجروح رجال کا تذکرہ کیا۔ اور میزان الاعتدال میں موجود اغلاط واوہام کی نشان دہی اور اصلاح کی۔ سب سے پہلے حافظ ابو المحاسن محمد بن علی الحسینی (۷۱۵ھ-۷۶۵ھ) نے ميزان الاعتدال پر ایک "تعلیق" لکھی، جس میں بہت سے چھوٹے ہوئے رُواۃ کا تذکرہ کیا اور حافظ ذہبی کے کثیر اوہام کی نشان دہی کی۔ (۹)

پھر حافظ صدر الدین سلیمان بن یوسف الیاسوفی (۷۳۹ھ تقریباً-۷۸۹ھ) میزان پر ایک "حاشیہ" لکھا، جس میں حافظ ذہبی پر متعدّد "استدراکات" کیے۔ (۱۰)

پھر حافظ ابو الفضل زین الدین عبد الرحیم عراقی (۷۲۵ھ-۸۰۶ھ) نے ميزان الاعتدال کا "ذیل" ایک جلد میں لکھا۔ حافظ عراقی کا یہ "ذیل" مشہور و مطبوع ہے۔ پھر حافظ سبط ابن العجمی (۷۵۳ھ-۸۴۱ھ) نے "نثل الهميان في معيار الميزان" لکھی، مگر یہ ميزان الاعتدال کا اختصار ہے، جیسا کہ علامہ سید محمد بن جعفر الکتانی (۱۲۷۴ھ-۱۳۴۵ھ) نے "الرسالة المتطرفة" میں ذکر کیا ہے۔ (۱۱)

پھر امام ابنِ حجر عسقلانی نے (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) آئے۔ انھوں نے اولاً پوری ميزان الاعتدال اپنی تحریر میں نقل کرنے کا ارادہ کیا۔ (۱۲) اور "میزان" پر چار طرح سے کام کیا۔

(۱)—ذيل الميزان—اس میں انھوں نے تقریباً ۲/ ہزار ایسے مجروح رجال کا تعارف لکھا جو "ميزان الاعتدال" میں نہیں ہیں۔ اس کے ابتدائی حصے کی تبییض بھی انھوں نے کی۔

(۲)—تحرير الميزان—جن مجروح رجال کا تعارف حافظ ذہبی سے چھوٹ گیا تھا، اس کتاب میں ان کے تذکرے کے ساتھ حافظ ذہبی

کے اوہام کی نشان دہی اور ان کی اصلاح بھی امام ابنِ حجر نے کی۔

(۳)-تقویم اللسان- اس کتاب میں آپ نے "میزان الاعتدال" میں درج کیے گئے ان افراد کا تذکرہ کیا جن کے ضعف پر حافظ ذہبی نے اپنی دلیل اور حوالہ نہیں ذکر کیا ہے۔[۱۳]

(۴)- لسان المیزان- امام ابنِ حجر نے "میزان الاعتدال" سے ان افراد کے تراجم حذف کر دیے جو صحاحِ ستہ کے رجال ہیں اور جن کا تذکرہ "تهذيب الكمال للمزی" میں ہے۔ بقیہ افراد کا "میزان" میں درج تعارف لفظ بلفظ باقی رکھا۔ متعدّد رجال کے تعارف میں اضافی تفصیلات لکھیں۔ جو ضعیف اور مجروح افراد حافظ ذہبی سے چھوٹ گئے تھے، ان کا تعارف لکھا، اور حافظ ذہبی کے کثیر اوہام و اغلاط کی نشان دہی اور اصلاح کی۔ اس طرح ضعیف اور مجروح رجال کے تذکرے پر مشتمل ایک بہترین کتاب ان کے قلم سے وجود میں آئی، جس کا نام انھوں نے "لسان المیزان" رکھا۔[۱۴]

جس نے بھی "لسان المیزان" اور "میزان الاعتدال" پڑھی ہے اور مقدمۂ لسان میں حافظ کی تصریحات دیکھی ہیں، اسے اچھی طرح معلوم ہے کہ "لسان المیزان" کی "اصل" حافظ ذہبی کی "میزان الاعتدال" ہے، اسی لیے امام ابنِ حجر "میزان" کا ذکر لفظ "اصل" کے ساتھ کرتے ہیں۔

میزان الاعتدال اپنی متعدّد خوبیوں اور نقدِ رجال میں اپنے مصنف کی عظمت وجلالت کی وجہ سے اپنے وقتِ تصنیف سے آج تک اپنے موضوع پر ایک شاہ کار کی حیثیت سے مشہور اور اہلِ علم کے درمیان رائج اور مقبول ہے۔ امام ذہبی نے اکیاون سال کی عمر میں ۷۲۴ھ میں دو دن کم چار مہینوں میں یہ پوری کتاب لکھی۔ پھر چار سال کی طویل مدت میں متعدّد بار اس پر نظرِ ثانی کی اور حواشی کا اضافہ کیا۔

علامہ عبد الحی فرنگی محلی (۱۲۶۴ھ- ۱۳۰۴ھ) کی کتاب "الرفع والتكميل فى الجرح والتعديل" کی تعلیقات میں شیخ عبد الفتاح ابوغدّہ حنفی (۱۳۳۶ھ- ۱۴۱۷ھ) لکھتے ہیں:

جاء في آخرِ نسخة الحافظ سبط ابن العجمی محدث حلب في عصره التي طبعت عنها طبعة عيسىٰ البابي الحلبي بالقاهرة سنة ۱۳۸۲ھ ما يلي:

قال مولفه: الّفته في أربعة اشهر الّا يومين من سنة اربع وعشرين وسبع مئة. ثم مررت عليه غير مرة، وزدت حواشي في اربع سنين.»[۱۵]

"اپنے دور کے محدثِ حلب حافظ سبط ابن العجمہ کے (ہاتھوں لکھا ہوا) میزان کا نسخہ، جو قاہرہ میں مطبع عیسیٰ البابي الحلبی سے ۱۳۸۲ھ میں طبع ہوئی، اس نسخے کے آخر میں یہ عبارت درج ہے:

"(میزان کا) ایک نسخہ جس کی تصحیح حافظ عَلَم الدین البرزالی (۶۶۵ھ- ۷۳۹ھ) نے کی ہے اور اس پر مصنف (حافظ ذہبی) تحریر بھی ہے۔ اس (نسخے) کے آخر میں حافظ برزالی کی تحریر میں یہ الفاظ درج ہیں:

مصنف (ذہبی) کہتے ہیں کہ میں نے ۷۲۴ھ میں دو دن کم چار مہینے میں اسے تصنیف کیا، پھر چار سال میں کئی بار اس پر "نظرِ ثانی" کی اور حواشی کا اضافہ کیا۔"

حاصل یہ کہ امام ذہبی نے یہ کتاب ۷۲۴ھ میں چار ماہ سے بھی کم مدت میں لکھی مگر چار سال کی طویل مدت میں کئی بار اس کی تصحیح و تنقید کی اور حواشی کی صورت میں اضافے درج کیے۔

پھر ۷۲۹ھ سے ۷۴۷ھ تک (یعنی مصنف کی وفات سے ایک سال پہلے تک) متعدّد اہلِ علم نے مصنف سے اس کی اجازت اور نقلیں حاصل کیں، جن کی کچھ تفصیل خود مصنف کے ہاتھوں لکھے ہوئے نسخے کے آخری ورق پر درج ہے۔ (مزید باتیں انشاء اللہ آگے آئیں گی۔)

حافظ ذہبی نے حافظ ابنِ عدی کی "الكامل في الضعفاء" کے طرز پر اپنی اس کتاب میں ہر اس راویِ حدیث کا تذکرہ کیا ہے جس پر کسی طرح کا کلام ہے، مگر دونوں میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ ابنِ عدی نے اپنی کتاب میں کچھ صحابہ اور کچھ ایسے مقتدایانِ امت کا بھی تذکرہ کیا ہے، جن پر کسی نے کلام کیا ہے مگر حافظ ذہبی نے "میزان" میں صحابہ اور ائمۂ متبوعین (مقتدایانِ امت) کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ وجہ بالکل ظاہر ہے کہ صحابۂ کرام کی امانت و دیانت اور صداقت و عدالت اجماعی طور پر مسلم ہے، اس لیے وہاں نقد و جرح والے کلام کی کوئی گنجائش نہیں، اسی طرح اسلام و مسلمین میں ائمۂ متبوعین کی عام مقبولیت، ان کی جلالتِ شان اور عظمت و بزرگی، ان مقدس ہستیوں کو کسی شک و شبہہ اور قیل و قال سے بالاتر بناتی ہے، اس لیے ان کی بھی تحقیقِ حال کی کوئی حاجت نہیں۔

میزان الاعتدال کے مقدمے میں امام ذہبی لکھتے ہیں:

لم أر من الراى ان احذف اسم احد ممن لهٗ ذكر بتليين ما فى كتب الأئمة المذكورين خوفا من ان يتعقب علی، لا انی ذكرته لضعف فيه عندی، الّا

ما كان في كتاب البخاري و ابن عدي وغيرهما من الصحابة فاني اسقطهم لجلالة الصحابة، ولا اذكرهم في هذا المصنَّف فإن الضعف انما جاء من جهة الرواة اليهم.

وكذا لا اذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع احدا لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس مثل أبي حنيفة والشافعي والبخاري. فإن ذكرت أحدا منهم فاذكره على الإنصاف وما يضره ذلك عند الله ولا عند الناس.(16)

"میں نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ کسی ایسے شخص کا نام حذف کردوں جس کا مذکورہ بالا ائمہ (یعنی امام بخاری، عقیلی اورابنِ عدی وغیرہ) کی کتابوں میں کسی طرح کے ضعف کا تذکرہ ہے۔ اور یہ اس ڈر سے کیا ہے کہ کہیں مجھ پر تعقب نہ ہو جائے، نہ کہ اس وجہ سے کہ میرے نزدیک ان میں کوئی ضعف ہے۔ ہاں! بخاری اور ابنِ عدی کی کتاب میں جو صحابہ (کے تذکرے) تھے، میں نے صحابہ کی جلالتِ شان کے پیشِ نظر انھیں حذف کر دیا ہے۔ میں اس کتاب میں ان کا تذکرہ نہیں کروں گا، کیوں کہ ضعف ان سے روایت کرنے والوں کی طرف سے آیا ہے (نہ کہ ان کی طرف سے)۔

اور اسی طرح فروع میں جن کی پیروی کی جاتی ہے، مثلاً امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام بخاری وغیرہ، اسلام میں ان کی جلالتِ شان اور مسلمانوں میں ان کی عظمت کی وجہ سے اپنی (اس) کتاب میں اُن میں سے کسی کا تذکرہ نہیں کروں گا، اور اگر ان میں سے کسی کا تذکرہ کیا تو انصاف کے ساتھ کروں گا اور اس طرح وہ نہ عند اللہ ان کے لیے مضر ہوگا اور نہ لوگوں کے نزدیک۔"

حافظ ذہبی کی اس عبارت سے چند باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں:

(۱)- صحابۂ کرام کے بعد ائمۂ متبوعین مثلاً امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام بخاری وغیرہ کی بھی عظمت اور جلالتِ شان اسلام و مسلمین میں بالکل مسلم ہے۔

(۲)- ان حضرات کی ذات اتنی بلند ہے کہ نقدِ رجال کی کتاب میں ان کا تذکرہ بھی مناسب نہیں۔ (اگر چہ بعض محدثین کی طرف سے ان ائمہ کے حق میں جرح سرزد ہوگئی ہے۔)

(۳)- حافظ ذہبی نقدِ رجال کی اپنی اس کتاب میں ان مقدس ہستیوں کا تذکرہ نہیں کریں گے۔ اور اگر بالفرض ان میں سے کسی کا تعارف لکھیں گے تو ان کے مقام و مرتبے سے انصاف کرتے ہوئے ایسا تعارف پیش کریں گے جو نہ عند اللہ ان کے لیے مضر ہوگا اور نہ ہی لوگوں کی نظروں میں ان کی اہمیت و عظمت کم کرے گا۔

ایک طرف امام ذہبی کی مذکورہ بالا تصریحات ہیں، جن میں انھوں نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا نام لے کر ان کی تسلیم شدہ عظمت اور جلالتِ شان کی گواہی دی اور اسی وجہ سے نقد و جرح کی اپنی اس کتاب میں ان کا تذکرہ نہ کرنے کا عہد کیا اور دوسری طرف میزان الاعتدال کے کچھ مطبوعہ نسخے ہیں جن میں امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کا درج ذیل تعارف موجود ہے جو ان کی تضعیف و تنقیص پر مشتمل ہے:

النعمان بن ثابت زوطى، ابو حنيفة الكوفي، اما أهل الراى، ضعّفه النسائى من جهة حفظه و ابن عدى و آخرون، وترجم له الخطيب في فصلين من تاريخه واستوفى كلام الفريقين معدليه و مضعفيه.(17)

"نعمان بن ثابت زوطی – ابو حنیفہ کوفی – اہلِ رائے کے امام – امام نسائی نے حفظ کی جہت سے انھیں "ضعیف" کہا ہے، اور ابنِ عدی وغیرہ نے۔ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ کی دو فصلوں میں ان کا تعارف لکھا ہے اور ان کی توثیق و تضعیف کرنے والے دونوں فریقوں کا پورا کلام پیش کیا ہے۔"

جب ہم نے "میزان الاعتدال" کے مطبوعہ نسخوں میں موجود اس "تعارف" کی تحقیق روایت اور درایت دونوں جہتوں سے کی تو درجنوں ایسے دلائل و شواہد سامنے آئے جن کی روشنی میں ہم اس پختہ نتیجے تک پہنچے کہ یہ تعارف امام ذہبی نے نہیں لکھا ہے، بلکہ کسی دوسرے شخص نے لکھ کر اسے میزان الاعتدال میں داخل کر دیا ہے۔ اس لیے اسے حافظ ذہبی کی طرف منسوب کرنا اور اسے میزان الاعتدال کا حصہ قرار دینا بالکل غلط ہے۔ دلائل اور شواہد کی تفصیل یہ ہے:

(۱)- ظاہر سی بات ہے کہ امام ابو حنیفہ کا یہ تعارف نہ تو انصاف پر مبنی ہے اور نہ ہی ان کے لیے غیر مضر ہے، بلکہ ان کی تضعیف اور تنقیص پر مشتمل ہے، اس لیے حافظ ذہبی کی مذکورہ وضاحت کی روشنی میں یہ بات صاف ہے کہ یہ تعارف انھوں نے نہیں لکھا ہے — ورنہ اگر خود ان کے صریح ترین قول و عہد کے باوجود یہ تعارف ان کے قلم سے مانا جائے تو انھیں اپنے صریح عہد اور اصولوں کی خلاف ورزی کرنے والا ایک بے

اعتبار قلم کار اور لا یدری ما یخرج من راسه کا مصداق ماننا پڑے گا، جسے ذہبی کی عظمت اور دنیائے رجال میں ان کی سلطنت سے باخبر کوئی ادنیٰ طالب علم بھی ہرگز گوارا نہیں کر سکتا۔

(۲)- حافظ ذہبی نے مقدمے میں کہا ہے کہ میں اپنی اس کتاب میں ائمۂ متبوعین کا تذکرہ نہیں کروں گا اور بطور امثال امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام بخاری کا نام انھوں نے لیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تین نام صرف بطور مثال ہیں۔ ورنہ ائمۂ متبوعین میں کوئی ایسا نہیں جس پر کسی نہ کسی محدث نے کلام نہ کیا ہو۔ امام مالک پر امام ابن ابی ذئب (۸۱ھ - ۱۵۹ھ) وغیرہ نے کلام کیا۔ امام شافعی پر امام یحییٰ بن معین نے جرح فرمائی۔ امام احمد بن حنبل کا امام حارث محاسبی (۱۶۵ھ -۲۴۳ھ) سے اختلاف مشہور ہے اور امام بخاری کو امام ابوزرعہ رازی اور امام ابوحاتم رازی نے "متروک" ٹھہرایا!!! (۱۸)

ان ائمہ میں کچھ وہ حضرات ہیں جن پر نہایت سخت جرحیں کی گئی ہیں، پھر بھی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان میں سے کسی کا تذکرہ "میزان الاعتدال" میں نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر امام ابو حنیفہ کا یہ تعارف حافظ ذہبی کا لکھا ہوا ہے تو سب پر جرح کے باوجود تمام ائمۂ متبوعین میں صرف امام ابوحنیفہ کی تخصیص بالذکر کی وجہ کیا ہے؟ فهل من مجيب؟؟

(۳)- امام ابوحنیفہ کا یہ زیر بحث تعارف بمشکل ڈیڑھ دو سطر پر مشتمل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے ایسے راویانِ حدیث جو امام ابوحنیفہ سے ادون اور کم تر ہیں ان کا تعارف حافظ ذہبی نے کئی کئی صفحات میں لکھا ہے اور نقدِ رجال کی اپنی اجتہادی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اقوالِ جرح و تعدیل کا تجزیہ بلکہ محاکمہ بھی کیا ہے، اور جابجا راوی کے بارے میں اپنا قولِ فیصل بھی سنایا ہے۔ مگر ہم یہ ڈیڑھ سطری پر اسرار عبارت دیکھتے ہیں تو اس میں امام ابو حنیفہ کا ایک عجیب و غریب تعارف ہے جو ذہبی کے اسلوب اور طرزِ تحریر سے میل نہیں کھاتا۔ اقوالِ جرح و تعدیل کا تجزیہ اور محاکمہ تو دور، اس میں نسائی اور ابن عدی وغیرہ کے ذریعہ امام ابو حنیفہ کی تضعیف کے مجمل اور مبہم تذکرے کے سوا کسی قول کا نام و نشان بھی نہیں اور یہی نہیں بلکہ آخر میں کسی فیصلے کی بجائے قاری اور ناظر کو تاریخِ خطیب (تاریخ بغداد) کے حوالے کر دیا گیا ہے۔!!!

سوال یہ ہے کہ حافظ ذہبی جیسے صاحبِ بصیرت ناقد جنھوں نے امام ابو حنیفہ کو "تاریخ اسلام" "سیر اعلام النبلاء" اور "تذکرة الحفاظ" وغیرہ میں "فقیہ الملت، امام، حافظ، معدّل اور امامِ جرح و تعدیل" قرار دیا ہے، بلکہ ان کے فضائل و مناقب پر الگ سے ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے، وہ ان کا ایسا گول مول، پر اسرار اور مبہم تذکرہ کیسے لکھ سکتے ہیں جس میں تضعیف و تنقیص کے ایک پہلو کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے؟؟ فاعتبروا یا اولی الأبصار.

یہاں کوئی یہ نہ کہے کہ حافظ ذہبی کے نزدیک امام ابو حنیفہ "ضعیف" ہیں، اس لیے انھوں نے "میزان" میں امام ابوحنیفہ کا یہ تعارف لکھا ہے:

کیوں کہ ایسی بات کہنا امام ذہبی کے ساتھ ایک بھونڈا مذاق اور نقدِ رجال میں ان کی اجتہادی صلاحیتوں کے ساتھ استہزا کے سوا کچھ نہیں۔

☆مقدمۂ میزان میں وہ ثابت کرے کہ امام ابوحنیفہ اتنے عظیم الشان اور جلیل القدر رہیں کہ ضعیف اور مجروح رجال پر نقد و جرح کے دوران ان کا تذکرہ بھی نامناسب ہے، اگرچہ بعض اکابر محدثین نے ان پر جرح کی ہے۔

☆"تاریخ الاسلام، سیر اعلام النبلاء، تذکرة الحفاظ، تذهیب تهذیب الکمال، الکاشف اور ذکر من یعتمد قوله فی الجرح والتعدیل" وغیرہ اپنی کثیر تصنیفات میں وہ امام ابو حنیفہ کا تذکرہ اعلیٰ ترین الفاظِ توثیق و تعدیل کے ساتھ کریں۔

☆ان کے فضائل و مناقب پر مستقل کتاب تصنیف کریں اور سیر اعلام النبلاء میں امام ابو حنیفہ کا تفصیلی تعارف ان لفظوں پر ختم کریں: وسیرته تحتمل ان تفرد فی مجلدین — رضی الله عنه و رحمه۔ (۱۹)

(یعنی امام اعظم کی مکمل سوانح حیات اور فضائل و کمالات بیان کرنے کے لیے دو مستقل جلدیں درکار ہیں)

☆اپنے استاذ، امام ابو الحجاج المزی (۶۵۴ھ-۷۴۲ھ) کی تعریف و تحسین اس بات پر کریں کہ انھوں نے تهذیب الکمال میں امام ابو حنیفہ کے تفصیلی تعارف میں کوئی ایسی بات ذکر ہی نہیں کی جو ان کے "ضعف" کو مستلزم ہو۔ (۲۰)

ان سب کے باوجود اگر یہ کہا جائے کہ ان کے نزدیک امام حنیفہ "ضعیف" ہیں تو یہ ان کے اور ان کے علم کے ساتھ استہزا اور بھونڈا مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟؟

ایک شبہہ: علامہ عبدالحی لکھنوی اپنی کتاب "امام الکلام فی القراءۃ خلف الامام" کے حاشیہ "غیث الغمام" میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ثقاہت پر وارد ہونے والے اعتراضات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومنها: ان الذهبي ذكره في الضعفاء في ميزانه في حرف الألف بقوله: اسمعيل بن حماد بن أبي حنيفة ثلاثتهم ضعفاء . اھ

"انھیں اعتراضات میں سے ایک یہ ہے کہ ذہبی نے اپنی میزان کے حرف الف میں امام ابو حنیفہ کو "ضعفا" (ضعیف رجال) میں شمار کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہے: اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ، یہ تینوں "ضعیف" ہیں۔ [۲۱]

پھر علامہ عبدالحی نے اس اعتراض کے دو جوابات دیے ہیں۔

ان کی اس عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ "ثلاثتهم ضعفاء" کے الفاظ حافظ ذہبی کے اپنے ہیں، جب کہ ایسا نہیں ہے۔ یہ حافظ ذہبی کا نہیں بلکہ حافظ ابن عدی کا قول ہے، جسے یہاں اسماعیل بن حماد کے تعارف میں ذہبی نے ابن عدی کی طرف صراحتاً منسوب کرتے ہوئے درج کیا ہے۔ ذہبی کے الفاظ یہ ہیں:

"اسماعيل بن حماد بن النعمان بن ثابت الكوفي- عن أبيه عن جده- قال ابن عدى : ثلاثتهم ضعفاء"اھ. [۲۲]

بعینہ یہی عبارت "لسان المیزان" میں بھی ہے۔ [۲۳]

بلکہ "الکامل" میں حافظ ابن عدی کے الفاظ یہ ہیں:

"وثلاثتهم قد ذكرتهم في كتاب هذا في جملة الضعفاء." [۲۴]

حافظ ذہبی نے اس کی روایت بالمعنیٰ کرتے ہوئے "قال ابن عدي: ثلاثتهم ضعفاء" کہا ہے۔

غرض کہ یہ ذہبی کا نہیں بلکہ ابن عدی کا قول ہے جسے حافظ ذہبی نے صرف اسماعیل کا ضعف ثابت کرنے کے لیے یہاں بطور استشہاد درج کیا ہے۔ یہاں اسماعیل کے سوا کسی اور کی تضعیف مقصود نہیں۔

رہا حافظ ابن عدی کا تینوں کو "ضعیف" کہنا تو یہ یا تو ان کی اجتہادی خطا ہے یا پھر تعصب یا تشدد ہے۔ شاید ان کے اس طرح کے اقوال بھی ان اسباب میں سے ایک ہیں جنھوں نے امام محمد زاہد کوثری حنفی (۱۲۹۶ھ-۱۳۷۱ھ) کو "إبداء وجوه التعدي في كامل ابن عدي" لکھنے پر مجبور کیا۔ والله تعالیٰ أعلم.

(۴)- حافظ ذہبی کی عادت ہے کہ وہ میزان الاعتدال میں جس کا تذکرہ کرتے ہیں اس کے نام کے ساتھ نام والے حصے میں کرتے ہیں، مثلاً کسی کا نام میم سے شروع ہے تو حرف میم والے حصے میں اس کے نام کے ساتھ اس کا تعارف لکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی ایسا ہے جو اپنی کیفیت سے مشہور ہے تو میزان الاعتدال کے باب الکنی یعنی کنیت والے حصے میں اس کی کنیت کے ساتھ اس کا ذکر کرتے ہیں۔

اپنی کنیت کے ساتھ مشہور بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کا اصل نام یا تو نہایت غیر معروف ہے یا پھر معلوم ہی نہیں اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کا نام بھی معلوم بلکہ مشہور ہے۔ انھیں میں امام حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ حافظ ذہبی میزان کے باب الکنی میں جب ایسے رجال کا ذکر کرتے ہیں تو ان کا تذکرہ مکرر ہو جاتا ہے، پہلی بار نام والے حصے میں اور دوسری بار کنیت والے حصے میں۔ حافظ ذہبی کنیت سے مشہور رجال کے بارے میں بالالتزام ایسا کرتے ہیں۔ (جاری)

---

(۱)- صحیح مسلم، مقدمہ، باب بیان ان الاسناد من الدین، ص:۲۵، ناشر: بیت الأفكار الدولية للنشر والتوزيع، الرياض. ١٤١٩هـ/١٩٩٨ء

(۲)- مناقب سفيان الثوری، فصل في كلامه في الحث على العلم، ص:۳۱

(۳)- تفصیل کے لیے دیکھیں۔

۱- الكامل في ضعفاء الرجال، مصنف امام ابن عدي، جلد أول، ص:٦١-٦٣. ناشر: دار الفكر بيروت، سن ندارد.

۲- المتكلمون في الرجال. امام سخاوي. ص:٩٤ مشموله: أربع رسائل في علوم الحديث، تحقيقي: شيخ عبد الفتاح ابو غده. ناشر: مكتب المطبوعات الإسلاميه. حلب. شام. طبع پنجم ١٤١٠هـ/ ١٩٩٠ء. طابع: دار البشائر الإسلامية، بيروت، لبنان.

(٤)- ميزان الاعتدال في نقد الرجال. مصنف: امام ذهبي. جلد اول. ص:١-٢. ناشر: دار المعرفة بيروت. سن ندارد. تحقيق: علي محمد البجاوي.

(٥)- نوٹ: متقدمین و متاخرین کی تقسیم میری اپنی ہے، جو میں نے ائمہ علم رجال اوران کی تصنیفات کے پیش نظر کی ہے۔ ویسے حدیث کی روایت و درایت کے اعتبار

سے محدثین میں "متقدمین" اور "متاخرین" کی ایک تقسیم امام ذہبی وغیرہ نے کی ہے جس میں حدِ فاصل ۳۰۰ھ کو قرار دیا ہے، یعنی ۳۰۰ھ سے پہلے کے محدثین "متقدمین" ہیں اور اس کے بعد کے سبھی محدثین "متاخرین" ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(٦)۔تدریب الراوی في شرح تقریب النوادی، مصنف: امام جلال الدین سیوطی شافعی. النوع الحادی والستون. ص: ١٠٠٨. ناشر: دار ابن الجوزی، بیروت. طبع اول ١٤٣١ھ.

(٧)۔أیضاً.

(٨)۔ذیل تذکرة الحفاظ. مصنف امام سیوطی. مشموله: ذیول تذکرة الحفاظ. ص:٣٤٨ھ. ناشر: دار الکتب العلمیة بیروت. سن ندارد.

(٩)۔الدرر الکامنة في أعیان المئة الثامنة. مصنف: امام ابن حجر عسقلانی. ج:٤. ص:٦٢. ناشر: دار احیاء التراث العربي بیروت. سن ندارد.

(١٠)۔لسان المیزان. مصنف: امام ابن حجر عسقلانی. ج:٣. ص:٥٢٦. تحقیق و اعتنا: شیخ عبد الفتاح ابو غده. ناشر: مکتب المطبوعات الاسلامیه، حلب/ دار البشائر الاسلامیه بیروت، بطبع اول ١٤٢٣ھ/ ٢٠٠٢ء.

(١١)۔الرسالة المستطرفة لبیان مشهور کتب السنة المشرفة، ص:١٤٦، مطبوعه: دار البشائر الإسلامیة، بیروت، طبع پنجم ١٤١٤ھ/ ١٩٩٣ء.

(١٢)۔لسان المیزان، مقدمة المؤلف، جلد أول، ص:١٩١.

(١٣)۔الجواهر والدرر في ترجمة شیخ الإسلام ابن حجر. مصنف: امام سخاوي. الجزء الثانی، الباب الخامس: مصنفات ابن حجر، ص:٦٨٣، مطبوعه: دار ابن حزم، بیروت، طبع اول، ١٤١٩ھ/ ١٩٩٩ء.

(١٤)۔١-لسان المیزان، مقدمة المؤلف، جلد أول، ص:١٩١-١٩٢.

٢-الجواهر والدرر، ص:٦٨٣.

(١٥)۔تعلیقات علی الرفع والتکمیل، ص:١٢٦-١٢٧. مطبوعه: دار البشائر الاسلامیة، بیروت. طبع هشتم ١٤٢٥ھ/ ٢٠٠٤ء

(١٦)۔میزان الاعتدال، مقدمة المؤلف، جلد أول، ص:٢٦، مطبوعه: دار الفکر بیروت، طبع اول ١٤٢٠ھ/ ١٩٩٩ء، تحقیق و تقدیم: صدقی جمیل العطار.

(١٧)۔١-میزان الاعتدال، حاشیه (هامش)، جلد دوم، ص:٥٣٤. ناشر: مطبع انوار محمدی، لکهنؤ، هند ، طبع اول ١٣٠١ھ. باهتمام محمد تیغ بهادر لکهنوی.

٢- میزان الاعتدال، جلد سوم، ص:٢٣٧، ناشر: مطبعة السعادة مصر، اشاعت ١٣٢٥ھ طبع اول، تصحیح محمد بدر الدین النعسانی.

٣- میزان الاعتدال، جلد چهارم، ص:٢٦٥، ناشر دار المعرفة بیروت، سن ندارد، تحقیق علی محمد البجاوی.

٤- میزان الاعتدال، جلد چهارم، ص:٢٤٣-٢٤٤، مطبوعه: دار الفکر بیروت، طبع اول ١٤٢٠ھ/ ١٩٩٩ء، تحقیق و تقدیم: صدقی جمیل العطار.

(١٨)۔ان امور کی کچھ تفصیل کے لیے امام تاج الدین السبکی کا رسالہ "قاعدة في الجرح والتعدیل" اور اس پر علامہ عبد الفتاح ابو غدہ کی تعلیقات دیکھیں، یہ رسالہ "اربع رسائل في علوم الحدیث" میں شامل پہلا رسالہ ہے۔ چار اہم رسائل کا یہ مجموعہ شیخ عبد الفتاح ابو غدہ کی تعلیقات کے ساتھ دار البشائر الاسلامیہ، بیروت لبنان سے طبع ہوا ہے، ہمارے سامنے اس کا پانچواں ایڈیشن ہے جو ١٤١٠ھ/١٩٩٠ء میں شائع ہوا ہے۔ نثار احمد۔

(١٩)۔سیر اعلام النبلاء، ج:٦، ص:٤٠٣، الطبقة الخامسة من التابعین. ناشر: موسسة الرسالة، بیروت، طبع دوم، ١٤٠٢ھ/ ١٩٨٢ء

(٢٠)۔تذهیب تهذیب الکمال، مصنف: امام ذهبی، ج:٩، ص:٢٢٥، ناشر: دار الفاروق الحدیثیة للطباعة والنشر، قاهره، مصر، طبع اول ١٤٢٥ھ/ ٢٠٠٤ء.

(٢١)۔غیث الغمام علی امام اللام. مصنف: علامه عبد الحی لکهنی، ص:١٤٥، مطبوعه: مطبع علوی(لکهنؤهند)، اشاعت:محرم ١٣٠٤ھ.

(٢٢)۔میزان الاعتدال، جلد اول، ص:٢٢٦، مطبوعه : دار الفکر، بیروت.

(٢٣)۔لسان المیزان، ج:٢، ص:١١٤، تعارف نمبر ١١٥٤.

(٢٤)۔الکامل في ضعفاء الرجال، الجزء الأول، ص:٣٠٨. تعارف اسماعیل بن حماد بن امام ابو حنیفه. مطبوعه دار الفکر بیروت، سن ندارد.

علمی تحقیق

دوسری قسط

امام ذہبی کی کتاب "میزان الاعتدال" میں ایک خیانت

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف الحاقی ہے!!!

نثار احمد خان مصباحی

امام ابو حنیفہ کے بارے میں دنیا جانتی ہے کہ ان کی کنیت نام سے زیادہ مشہور و معروف ہے۔ اب اگر میزان کے نام والے حصے میں موجود یہ زیرِ بحث تعارف حافظ ذہبی نے لکھا ہوتا تو مذکورہ اصول کے مطابق کنیت والے حصے میں بھی امام ابو حنیفہ کا تذکرہ کنیت کے ساتھ ہونا چاہیے تھا، مگر ایسا نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ کی کنیت اتنی زیادہ مشہور ہونے اور "ابو حنیفہ" کنیت رکھنے والے دوسرے دو لوگوں کا تذکرہ ہونے کے باوجود باب الکنیٰ میں امام ابو حنیفہ کا تذکرہ نہیں ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ نام والے حصے میں "نعمان بن ثابت" کے نام کے ساتھ امام ابو حنیفہ کا یہ جو تعارف ہے وہ حافظ ذہبی نے نہیں لکھا ہے۔

علامہ محمد علی نیموی (۱۲۷۸ء - ۱۳۲۲ھ) التعلیق الحسن علیٰ آثار السنن میں لکھتے ہیں:

ومما يدل على انها الحاقية ان الذهبي لم يورد كنية الإمام في باب الكنى من الميزان علىٰ حسب عادته.[1]

"اس تعارف کے الحاقی ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ذہبی نے میزان کے باب الکنیٰ میں اپنی عادت کے مطابق امام کی کنیت درج نہیں کی۔"

ایک شبہے کا ازالہ: یہاں کسی کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے حافظ ذہبی سے سہو ہو گیا ہو اور کنیت والے حصے میں امام ابو حنیفہ کی کنیت چھوٹ گئی ہو۔ مگر یہ ایک نہایت کمزور اور ناقابلِ اعتبار شبہ ہے، اس لیے کہ:

۱-اس میں حافظ ذہبی کی طرف سہو کی نسبت ہے اور سہو و نسیان کی نسبت بغیر کسی قرینے یا دلیل کے نہیں کی جا سکتی اور وہ یہاں مفقود ہے۔

۲-اگر یہ کسی عام اور غیر مشہور راوی کی بات ہوتی تو یہ شبہہ اپنے ضعف کے باوجود کسی قدر چل سکتا تھا، مگر یہاں معاملہ امام ابو حنیفہ کا ہے جن کی کنیت نام سے حد درجہ زیادہ مشہور ہے، ہر کسی کے ذہن میں پہلے یہی کنیت آتی ہے، نام بعد میں آتا ہے، ایسا ہونا نہایت بعید ہے کہ "ابو حنیف" کنیت رکھنے والے دوسرے دو غیر مشہور بلکہ مجہول لوگ یاد آجائیں اور امام ذہبی باب الکنیٰ میں ان کی کنیت کے ساتھ ان کا ذکر بھی کریں مگر "ابو حنیفہ" کنیت رکھنے والے سب سے مشہور فرد کی کنیت بھول جائیں اور وہ باب الکنیٰ میں درج ہونے سے رہ جائے!!!

۳-حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال بس یوں ہی یک بارگی لکھ کر دوسروں کو نہیں دے دی تھی، پیچھے گذر چکا کہ انھوں نے تقریباً چار ماہ میں اسے لکھا، پھر چار سال کی طویل مدت میں کئی بار اس کی تصحیح و تنقیح کی اور حواشی کی صورت میں اضافہ کیا۔

چار سال میں بار بار تصحیح و تنقیح اور حاشیہ نویسی کے بعد یہ حد درجہ مستبعد ہے کہ حافظ ذہبی جیسے بالغ نظر امام سے امام ابو حنیفہ جیسے مشہور ترین امام کا مشہور تر نام "ابو حنیفہ" چھوٹ جائے۔!!!

حاصل یہ کہ یہ شبہ نہایت کمزور ہے جو اپنی توانائی میں تارِ عنکبوت سے ہمسری کے لائق بھی نہیں۔

(۵)-پیچھے گذر چکا کہ امام ابن حجر کی کتاب "لسان المیزان" کی اصل حافظ ذہبی کی "میزان الاعتدال" ہے۔ اسے اصل بنا کر حافظ نے "لسان" لکھی جس کا اظہار انھوں نے لسان المیزان کی ابتدا و انتہا اور دیگر مقامات پر خود بھی کیا ہے۔ حافظ ابنِ حجر کا طریقۂ کار بھی ذکر کیا جا چکا کہ انھوں نے "میزان" سے صحاحِ ستہ کے رجال (یعنی تہذیب الکمال للمذی میں جن کا تعارف ہے) حذف کر دیے، اور باقی افراد کا میزان میں درج تعارف لفظ بلفظ باقی رکھا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ لسان المیزان میں امام ابو حنیفہ کا کوئی تعارف نہیں ہے، نہ نام والے حصے میں اور نہ ہی کنیت والے حصے میں۔ اسی طرح حافظ ابنِ حجر نے جن رجال کے تراجم حذف کیے ان میں بھی امام ابو حنیفہ کا نام کہیں نہیں ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہے کہ میزان الاعتدال میں امام ذہبی نے امام اعظم ابو حنیفہ کا کوئی تعارف نہیں لکھا تھا۔ کیوں کہ اگر ذہبی نے امام ابو حنیفہ کا تعارف لکھا ہوتا تو "لسان المیزان" میں موجود یا محذوف رجال میں کہیں تو امام ابو حنیفہ کا نام یا کنیت درج ہوتی۔ مگر نہ تو لسان المیزان میں موجود افراد میں کہیں امام ابو حنیفہ کا کوئی

تعارف ہے اور نہ ہی محذوف شدہ افراد میں کہیں آپ کا نام یا کنیت ہے۔
واضح رہے کہ امام ابن حجر نے جو رجال حذف کیے تھے ان کے ناموں کی ایک جامع اور مکمل فہرست انھوں نے لسان المیزان کے آخر میں لکھی ہے۔ یہ فہرست دینے کا فائدہ وہ خود بیان فرماتے ہیں:

"وفائدته امران:الأول: الاحاطة بجميع من ذكره المؤلف في الأصل.والثاني: ....[۲]

"اس کے دو فائدے ہیں: پہلا یہ کہ مولف (ذہبی) نے اصل (یعنی میزان) میں جن کا تذکرہ کیا ہے، ان سبھی کا احاطہ ہو جائے۔" (پھر امام ابن حجر نے دوسرا فائدہ بیان کیا ہے)۔

غرض کہ حافظ ذہبی نے میزان میں کس کا تعارف لکھا ہے اور کس کا نہیں یہ جاننے کا ایک مستند ذریعہ امام ابن حجر کی کتاب "لسان المیزان" ہے اور لسان المیزان سے یہ بالکل واضح ہے کہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں امام ابوحنیفہ کا کوئی تعارف نہیں لکھا تھا۔

فائدہ: — کبھی کبھی ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ حافظ ابن حجر نے لسان المیزان کی تصنیف میں حافظ ذہبی کے الفاظ من وعن نقل کرنے کی پابندی کیوں کی؟ جب کہ وہ اگر چاہتے تو ذہبی کا پابند ہونے کی بجائے نئی آب وتاب کے ساتھ اس موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھ سکتے تھے؟

ہمارے خیال سے اس کی وجہ لسان المیزان کا زمانۂ تصنیف ہے۔ رمضان ۸۰۵ھ میں وہ اس کی تصنیف سے فارغ ہو گئے، جب ان کی عمر محض ۳۲ر سال تھی۔ پھر اپنی حیات کے آخری سال (۸۵۲ھ) تک مختلف مواقع پر اس میں حذف واضافہ اور تصحیح وتنقیح کرتے رہے۔[۳]

انھوں نے اس کی تصنیف شروع کب کی؟ اس کی صراحت نہیں ملتی۔ البتہ ان کے ایک بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے جب اسے لکھا اس وقت تک ان علوم میں انھیں وہ بلندی حاصل نہیں تھی جو بعد میں ملی۔ اور اسی وجہ سے انھیں اس کی تصنیف میں ذہبی کا پابند ہونا پڑا۔ وہ فرماتے ہیں:

لو استقبلت من امری ما استدبرت لم اتقيد بالذهبي ولجعلته كتابا مبتكرا.اھ[۴]

"اگر مجھے پہلے وہ درجہ حاصل ہوا ہوتا جو بعد میں ملا تو میں ذہبی کا پابند نہ ہوتا اور اسے (یعنی لسان کو) ایک نئی (مستقل) کتاب بناتا۔"

حاصل یہ کہ حافظ نے اپنی نوعمری میں اپنی علمی حیثیت دیکھتے ہوئے اس کی تصنیف میں ذہبی کے الفاظ وعبارات کی پابندی بہتر سمجھی، اور اسی وجہ سے ایک نئے اور عجیب طرز پر انھوں نے اسے تصنیف کیا جس کے اپنے بھی بہت سے فائدہ ہیں، مثلاً:

۱- ذہبی نے میزان میں کسے ذکر کیا اور کسے نہیں، اس کا فیصلہ لسان سے بھی ہو سکتا ہے۔

۲- میزان الاعتدال کی تصحیح لسان المیزان کے معتمد مخطوطوں سے بھی ہو سکتی ہے۔

۳- ذہبی نے کس کے تعارف میں کون سا لفظ کہاں استعمال کیا، اس کا علم بھی ہو سکتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

ائمہ ومحدثین کی تصریحات: حافظ ذہبی کے بعد آنے والے کئی معتمد علما و محدثین نے یہ صراحت کی ہے کہ حافظ ذہبی نے "میزان الاعتدال" میں ائمۂ متبوعین میں سے کسی کا تذکرہ وتعارف نہیں لکھا ہے۔

(۲)—حافظ ابو الفضل زین الدین عبد الرحیم عرقی (حافظ عراقی) اصولِ حدیث کی اپنی منظوم کتاب "الفية في علوم الحديث" کی شرح "التبصرة والتذكرة" میں لکھتے ہیں:

"واجعل من عنايتك معرفة الثقات والضعفاء فهو من اجل انواع الحديث فإنه المرقاة إلى التفرقة بين صحيح الحديث و سقيمه. و فيه لأئمة الحديث تصانيف—منها ما افرد في الضعفاء و صنف فيه البخاري والنسائي والعقيلي والساجي و ابن حبان والدار قطني والازدي و ابن عدي، و لكنه ذكر في كتابه الكامل كل من تكلم فيه و ان كان ثقة، وتبعه على ذلك الذهبي في الميزان الّا انه لم يذكر احدا من الصحابة والأئمة المتبوعين وفاته جماعة ذيلت عليه ذيلا في مجلد". اھ[۵]

"ثقہ اور ضعیف راویوں کی پہچان پر توجہ دو۔ یہ علوم حدیث کی اہم ترین اقسام میں سے ہیں، اس لیے کہ اسی کے ذریعہ صحیح اور غیر صحیح حدیثوں میں امتیاز ہوتا ہے۔ اس (فن) میں ائمۂ حدیث کی متعدد تصنیفات ہیں۔ ان میں کچھ وہ ہیں جو صرف ضعیف راویوں کے بیان میں ہیں۔ اس میں (یعنی ضعیف رُواۃ کے بیان میں) بخاری، نسائی، عقیلی، ساجی، ابن حبان، دار قطنی، ازدی اور ابن عدی نے کتاب لکھی۔ البتہ ابن عدی نے اپنی کتاب "الکامل" میں ہر اس راوی کا تذکرہ کیا ہے جس پر کلام ہے، اگرچہ وہ راوی ثقہ ہے۔ اور ذہبی نے "میزان" میں انھیں کی پیروی کی ہے مگر صحابہ اور ائمۂ متبوعین میں سے کسی کا تذکرہ

نہیں کیا ہے۔ اور ان سے (ضعفا کی) ایک جماعت کا تذکرہ چھوٹ گیا تھا (اس لیے) میں نے ایک جلد میں اس کا ذیل لکھا ہے۔"

(۷)- امام شمس الدین سخاوی مصری (۸۳۱ھ-۹۰۲ھ) اپنی مشہور کتاب "فتح المغيث في شرح الفية الحديث" میں لکھتے ہیں:

"انه (أي الذهبي) تبع ابن عبدي في ايراد كل من تكلم فيه ولو كان ثقة . لكنه التزم أن لا يذكر احدا من الصحابة ولا الأئمة المتبوعين." اھ(۶)

"ذہبی نے ہر متکلّم فیہ راوی کا تذکرہ کرنے کے معاملے میں ابنِ عدی کی پیروی کی ہے، اگرچہ وہ راوی ثقہ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن انھوں نے صحابہ اور ائمہ متبوعین میں سے کسی کا بھی تذکرہ نہ کرنے کا التزام برتا ہے۔"

یعنی انھوں نے میزان الاعتدال میں صحابۂ کرام اور ائمۂ متبوعین میں سے کسی ایک فرد کا بھی تذکرہ نہیں کیا ہے۔

(۸)- امام جلال الدین سیوطی شافعی (۸۴۹ھ - ۹۱۱ء) اپنی کتاب "تدریب الراوی" میں لکھتے ہیں:

"معرفة الثقات والضعفاء : هو من اجل الأنواع ، فيه يعرف الصحيح والضعيف و فيه تصانيف كثيرة لأئمة الحديث. متها : مفرد في الضعفاء ككتاب البخاري والنسائى والعُقيلي والدار قطني والساجي و ابن حبان والازدى. و "الكامل" لابن عدي، إلّا انه ذكر كل من تكلم فيه و إن كان ثقة ، وتبعه على ذلك الذهبي في الميزان إلّا انّه لم يذكر احدًا من الصحابة والأئمة المتبوعين."اھ(۷)

"ثقہ اور ضعیف راویوں کی پہچان، یہ علومِ حدیث کی اہم ترین اقسام میں سے ہے۔ اسی میں صحیح اور ضعیف حدیث کی پہچان ہوتی ہے۔ اور اس فن میں ائمۂ حدیث کی کثیر تصنیفات ہیں جن میں سے کچھ وہ ہیں جو صرف ضعیف راویوں کے بیان میں ہیں۔ جیسے بخاری، نسائی، عقیلی، دار قطنی، ساجی، ابنِ حبان اور ازدی کی کتابیں۔ اور ابنِ عدی کی "الکامل"۔ البتہ انھوں نے اس میں ہر متکلّم فیہ راوی کا تذکرہ کیا ہے اگرچہ وہ ثقہ ہے۔ اور اس معاملے میں ذہبی نے میزان الاعتدال میں انھیں کی پیروی کی ہے، مگر صحابہ اور ائمۂ متبوعین میں سے کسی ایک فرد کا بھی تذکرہ نہیں کیا ہے۔"

حافظ عراقی، حافظ سخاوی اور حافظ سیوطی کی یہ تصریحات تمام ائمۂ متبوعین کو عام ہیں جس کے عموم میں امام ابو حنیفہ بھی داخل ہیں۔ اس کی مزید تائید امیر صنعانی کی اس تصریح سے ہوتی ہے جو اس مسئلے میں ہماری ایک مستقل دلیل ہے اور جس کا تذکرہ ہم چند سطروں کے بعد کریں گے۔

علامہ عبد الحی فرنگی محلی لکھنوی مذکورہ بالا تینوں جلیل القدر ائمۂ حدیث کی یہ تینوں تصریحات، اختصار کے ساتھ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"فهذه العبارات من هولاء الثقات الذين قد مرّت انظارهم على النسخ الميزان الصحيحة مرات تنادى باعلى النداء الى انه ليس في حرف النون من الميزان اثر لترجمة أبي حنيفة النعمان. فلعلّها من زيادات بعض الناسخين والناقلين في بعض نسخ الميزان." اھ(۸)

یہ مستند حضرات جن کی نظریں میزان کے صحیح نسخوں پر بارہا گزری ہیں، ان کی یہ عبارتیں اس بات کا برملا اعلان کر رہی ہیں کہ میزان الاعتدال کے حرف نون میں امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے تعارف و ترجمے کا کوئی نام و نشان نہیں۔ شاید یہ "میزان" کے کسی نسخے میں کسی کاتب و ناقل کا اضافہ" ہے۔

(۹)- شیخ محمد بن اسماعیل حسنی "امیر صنعانی" (۱۰۹۹ھ-۱۱۸۲ھ) نے امام ابو حنیفہ کا نام لے کر لکھا ہے کہ "میزان الاعتدال" میں امام ابو حنیفہ کا تعارف نہیں ہے۔ وہ اپنی کتاب "توضیح الافکار" میں لکھتے ہیں:

"لم يترجم لأبي حنيفة في الميزان."اھ(۹)

"میزان الاعتدال میں امام ابو حنیفہ کا تعارف نہیں ہے۔"

یہ نام بنام تصریح اس بات کی روشن دلیل ہے کہ میزان الاعتدال کے مطبوعہ نسخوں میں پایا جانے والا امام ابو حنیفہ کا تعارف الحاقی ہے۔ واضح رہے کہ حافظ عراقی، امام سخاوی، امام سیوطی اور امیر صنعانی یہ وہ اصحاب علم و تحقیق ہیں جنھوں نے میزان الاعتدال کے صحیح اور قابل اعتماد مخطوطے بارہا پڑھے ہیں اور پھر یہ شہادت دی ہے کہ "میزان" میں امام ابو حنیفہ بلکہ ائمۂ متبوعین میں سے کسی کا تعارف نہیں ہے۔ اس مسئلے میں اِن حضرات میں سے ہر فرد کی گواہی اکیلے کافی تھی۔ اور اب ان کی مجموعی شہادت کے بعد اس جزم و یقین سے کوئی چیز مانع نہیں رہی کہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں امام ابو حنیفہ کا کوئی تعارف نہیں لکھا تھا اور مطبوعہ نسخوں میں پایا جانے والا تعارف بعد میں کسی نے لکھ کر "میزان" میں داخل کر دیا ہے۔

چوں کہ ہمارا سلسلۂ کلام میزان الاعتدال کے قلمی نسخوں اور مخطوطوں تک دراز ہو گیا ہے، اس لیے اب اس جہت سے بھی ایک

تحقیقی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

اہلِ علم جانتے ہیں کہ پرانی کتابوں کے سبھی مخطوطے صحیح اور بھروسے کے لائق نہیں ہوتے، بلکہ ان میں سے کچھ ہی قلمی نسخے صحیح اور قابلِ اعتماد ہوتے ہیں، جب کہ کچھ نسخے صحت کے فقدان یا مجہول ذرائع سے حاصل ہونے کی بنیاد پر ناقابلِ اعتماد ہوتے ہیں۔

حافظ ذہبی کی میزان الاعتدال بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

(۱۰)-علماے محققین کی تحقیق و تجزیے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ میزان الاعتدال کے صحیح اور قابلِ اعتماد قلمی نسخوں میں امام ابو حنیفہ کا یہ تعارف موجود نہیں۔ اور یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ حافظ ذہبی نے میزان میں امام ابو حنیفہ کا تعارف نہیں لکھا تھا، کیوں کہ اگر انھوں نے لکھا ہوتا تو ان صحیح اور معتمد مخطوطوں میں ضرور موجود ہوتا۔

علامہ عبد الحی لکھنوی اپنی کتاب "امام الکلام" کے حاشیہ "غیث الغمام" میں اس زیرِ بحث تعارف کے بارے میں لکھتے ہیں:

ان هذه العبارة ليست لها اثر في بعض النسخ المعتبرة علی ما رايتها بعيني. اھ [۱۰]

"(میزان الاعتدال کے) کچھ معتبر مخطوطوں میں اس عبارت کا کوئی نام و نشان نہیں ہے، جیسا کہ میں نے خود انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔"

علامہ محمد علی (ظہیر احسن شوق) نیموی لکھتے ہیں:

"هذه الترجمة لم توجد في النسخ الصحيحة من الميزان." اھ [۱۱]

"میزان الاعتدال کے صحیح مخطوطوں میں یہ تعارف موجود نہیں۔"

جب میزان کے صحیح اور قابلِ اعتماد قلمی نسخوں میں یہ تعارف موجود نہیں تو اسے میزان کا حصہ کس بنیاد پر مانا جا سکتا ہے؟؟ بلکہ صحیح اور معتمد نسخوں میں اس کا تعارف نہ ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ میزان الاعتدال کا حصہ نہیں ہے۔

اب ہم ماضی قریب کے عالمی شہرت یافتہ محقق شیخ عبد الفتاح ابو غدہ حنفی کی ایک نادر تحقیق پیش کرتے ہیں جنھوں نے اس موضوع کو عرشِ تحقیق تک پہنچا دیا ہے۔

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ نے اس زیرِ بحث تعارف کی حقیقت جاننے کے لیے میزان الاعتدال کے کئی قابلِ اعتماد مخطوطے دیکھے اور پھر اپنی تحقیق علامہ عبد الحی لکھنوی کی کتاب "الرفع والتکمیل" کی تعلیقات میں درج کر دی، جس کے بعد اس معاملے میں حق آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہو گیا۔

ہم ان کی تحقیق اپنی ترتیب و تہذیب اور جزوی افادات کے ساتھ اپنے انداز میں یہاں درج کر رہے ہیں۔ واضح رہے کہ گذشتہ صفحات کی ہماری بعض دلیلیں انھیں کی تحقیق سے مستفاد ہیں۔

دنیا کی مختلف لائبریریوں میں آج بھی میزان الاعتدال کے ایک سے بڑھ کر ایک صحیح اور معتمد مخطوطے موجود ہیں۔ شیخ عبد الفتاح ابو غدہ نے ان میں سے چار اہم ترین مخطوطے دیکھے تو ان میں سے کسی میں بھی امام ابو حنیفہ کا مذکورہ بالا تعارف موجود نہیں۔

(۱۱)-پہلا مخطوطہ: یہ مخطوطہ شیخ عبد الفتاح ابو غدہ کے آبائی وطن شہر حلب ملک شام (سوریا) کی لائبریری المكتبة الأحمدية میں محفوظ ہے، اس کا نمبر ۳۷۷ ہے۔ یہ ایک بڑی جلد میں مکمل میزان الاعتدال کا ایک جید اور عمدہ نسخہ ہے، جسے ۱۱۹۰ھ میں شیس ابن مشتشان علی بن محمد نے لکھا ہے۔ انھوں نے ۷۷۷ھ میں لکھے گئے ایک مخطوطے سے اسے نقل کیا ہے۔ واضح رہے کہ حافظ ذہبی کی وفات ۷۴۸ھ میں ہوئی ہے۔ یعنی شیخ ابن مشتشان نے جس مخطوطے سے اسے نقل کیا ہے وہ حافظ ذہبی کی وفات کے محض ۲۹ ر سال بعد لکھا گیا ہے۔ اس اعتبار سے شیخ ابن مشتشان کے ہاتھوں لکھا گیا یہ مخطوطہ کافی اہمیت کا حامل ہے۔

میزان الاعتدال کے اس اہم مخطوطے میں امام ابو حنیفہ کا کوئی تعارف نہیں ہے۔ [۱۲]

(۱۲)-دوسرا مخطوطہ: یہ مخطوطہ محدث حلب حافظ سبط ابن العجمی (متوفی ۸۴۱ھ) کا لکھا ہوا ہے۔ انھوں نے ۷۸۹ھ میں اسے میزان الاعتدال کے ایک ایسے نسخے سے نقل کیا ہے جس کا مقابلہ اور تصحیح خود مصنف امام ذہبی کے نسخے سے کیا گیا ہے اور اس نسخے پر حافظ ذہبی کی تحریر بھی درج ہے، یعنی حافظ سبط ابن العجمی کا مخطوطہ اعتبار و استناد کے معاملے میں حافظ ذہبی کے اصل نسخے جیسا تو نہیں مگر اس کے قریب ضرور ہے۔

حافظ سبط ابن العجمی کے اس نسخے میں بھی امام ابو حنیفہ کے تعارف و ترجمے کا کوئی نام و نشان نہیں۔ [۱۳]

نوٹ: شیخ عبد الفتاح ابو غدہ نے یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ مخطوطہ کہاں اور کس لائبریری میں ہے۔

(۱۳)-تیسرا مخطوطہ: یہ مخطوطہ امام ذہبی کے ایک مشہور شاگرد علامہ حافظ شرف الدین عبد اللہ الوانی الدمشقی نے لکھا ہے۔ ان کی

وفات حافظ ذہبی کی وفات کے بعد والے سال یعنی ۷۴۹ھ میں ہوئی۔

حافظ شرف الدین الوانی نے اسے "المیزان" کے مصنف امام ذہبی کے ذاتی اور اصل نسخے سے نقل کیا ہے اور نہ صرف نقل کیا ہے بلکہ مکمل تین بار پڑھ کر اسے حافظ ذہبی کو سنایا اور ان کے اصل نسخے سے مقابلہ اور تصحیح کی ہے۔ یعنی استناد اور اعتبار کے معاملے میں یہ مخطوطہ حافظ ذہبی کے اصل نسخے کا درجہ رکھتا ہے۔

حافظ شرف الدین نے غالباً اسے تین جلدوں میں لکھا تھا۔

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ لکھتے ہیں:

وقد رجعت إلى المجلد الثالث من ميزان الاعتدال المحفوظ في ظاهرية دمشق تحت الرقم (٣٦٨- حديث)-وهو جزء نفيس جدا. يبتدئ بحرف الميم و ينتهي بآخر الكتاب . وكله بخط العلامة الحافظ شرف الدين عبد الله بن محمد الوانى الدمشقي المتوفى سنة ٧٤٩ھ تلميذ مولفه الذهبي رحمهما الله تعالىٰ وقد قرأه عليه ثلاث مرات مع المقابلة بأصل الذهبي، كما صرح بذلك في ظهر الورقة ١٠٩ و ظهر الورقة ١٥٩ – وفي غير مواطن منه تصريحات كثيرة بالقراءة والمقابلة أيضا.

فلم اجد فيه ترجمة للإمام أبي حنيفة النعمان في حرف النون ولا في الكنىٰ. اھ[۱۳]

"میں نے میزان الاعتدال کی تیسری جلد دیکھی جو دمشق کے کتب خانہ ظاہریہ میں حدیث کے کالم میں ۳۶۸ نمبر کے تحت محفوظ ہے۔ یہ ایک بہت عمدہ نسخہ ہے جو حرف میم سے شروع اور کتاب کے خاتمے پر ختم ہے۔ یہ پورا مخطوطہ امام ذہبی کے شاگرد علامہ حافظ شرف الدین عبد اللہ ابن محمد الوانی الدمشقی متوفیٰ ۷۴۹ھ کی تحریر میں ہے۔ حافظ شرف الدین نے حافظ ذہبی کے اصل نسخے سے مقابلہ اور تصحیح کے ساتھ اِسے تین بار حافظ ذہبی کی خدمت میں پڑھا ہے، جیسا کہ اس کی صراحت انھوں نے ورق نمبر ۱۰۹ر اور ورق نمبر ۱۵۹ر کی پشت پر کی ہے۔ اِن دو کے علاوہ بھی کئی جگہوں پر قراءت اور مقابلے کی کثیر تصریحات ہیں۔

تو میں نے اس نسخے کے حرف نون میں امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کا کوئی تعارف پایا اور نہ ہی باب الکنیٰ میں"

حاصل یہ کہ میزان الاعتدال کا یہ حد درجہ قابلِ اعتماد و استناد مخطوطہ بھی امام ابو حنیفہ کے تعارف و ترجمے سے خالی ہے، جو اِس بات کا نہایت قوی اور پختہ ثبوت ہے کہ حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال میں امام ابو حنیفہ کا کوئی تعارف نہیں لکھا ہے۔

---

(۱)۔التعليق الحسن على آثار السنن للنيموى، باب ترك القراءة خلف الإمام في الصلوات كلها، ص:١٧٩، مطبوعه: المكتبة المدينه، ديو بند، طبع أول، ١٤٢٣ھ.

(۲)۔لسان الميزان، خاتمه، ج:٩، ص:٥٠٤.

(۳)۔تفصیل کے لیے دیکھیں: لسان الميزان، جلد اول، ص:١٢١، مقدمة الشيخ عبد الفتاح ابو غده، المبحث العاشر.

(٤)۔الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الاسلام ابن حجر، حصه دوم، ص:٦٥٩.

(٥)۔التبصرة والتذكرة مبحث: معرفة الثقات والضعفاء، جلد سوم، ص:٢٦٠. (مع فتح الباقي في شرح الفية العراقي لشيخ الإسلام زكريا الأنصاري) تصحيح و تعليق: محمد بن الحسين العراق، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت. سن ندارد.

نوٹ: حافظ عراقی نے یہ صراحت "ذيل ميزان الاعتدال" کی ابتدا میں بھی کی ہے۔ دیکھیں: "ذيل على ميزان االاعتدال" ص:٢٣. تحقيق و تعليق : صبحى البدرى السامرائى، ناشر: عام الكتب، بيروت، طبع اول ١٤٠٧ھ/ ١٩٨٧ء.

(٦)۔فتح المغيث، مصنف: امام سخاوي، جلد چهارم، ص:٤٣٣، مطبوعه: مكتبه دار المنهاج، رياض. سعودى عرب. طبع اول ١٤٢٦ھ.

(٧)۔تدريب الراوى في شرح تقريب النواوى، النوع الحادى والستون، ص:٦١٨، مطبوعه: قديمى كتب خانه، مقابل آرام باغ، كراچى (پاكستان)، سن ندارد.

(٨)۔غيث الغمام على امام اللام.ص:١٤٦

(٩)۔توضيح الأفكار لمعانى تنقيح الأنظار، جلد دوم، ص:٢٧٧، مطبوعه: المطبعة السلفية، المدينة المنورة، سن ندارد.

(١٠)۔غيث الغمام على امام اللام.ص:١٤٦.

(١١)۔التعليق الحسن على آثار السنن، ص:١٧٩.

(١٢)۔الرفع والتكميل في جرح والتعديل للكنوي، مع تعليقات الشيخ عبد الفتاح ابو غدّه، تعليقات: ص:١٢٢-١٢٣، مطبوعه دار البشائر السلامية، بيروت. طبع شم، ١٤٢٥ھ/ ٢٠٠٤ء

(١٣)۔تعليقات على الرفع والتكميل، ص:١٢٦.

(١٤)۔تعليقات على الرفع والتكميل، ص:١٢٦.

جاری

علمی تحقیق

آخری قسط

امام ذہبی کی کتاب ”میزان الاعتدال“ میں ایک خیانت

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف الحاقی ہے!!!

نثار احمد خان مصباحی

(۱۴) چوتھا مخطوطہ: یہ مخطوطہ ”لا عطر بعد العروس“ کا مصداق ہے، یعنی یہ میزان الاعتدال کے مصنف امام ذہبی کا اصل نسخہ ہے جس کا نصفِ آخر الحمد للہ آج تک محفوظ ہے، اس کے بعد اب کسی اور مخطوطے کی حاجت نہیں کیوں کہ یہ اصل کتاب کا اصل نسخہ ہے جو خود حافظ ذہبی کے ہاتھوں کا لکھا ہوا ہے۔

علامہ شیخ عبدالفتاح ابو غُدّہ لکھتے ہیں: ”قد سخت لِي في أوائل رمضان المبارك من سنة ١٣٨٢ زيارة المغرب فرأيت في مدينة الرباط في الخزانة العامة نصف نسخة المؤلف... ميزان الاعتدال في مجلد واحد رقمها (١٢٩ق)، ناقصة يبتدئ القسم الموجود منها من أوائل ترجمة عثمان بن مقيم البرّي، وهو يوافق أواخر الصفحة ١٩٠ من الجزء الثاني المطبوع بمصر سنة ١٣٢٥ وينتهي بآخر الكتاب“.اھ[1]

”اوائل رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ میں مجھے ملک مغرب (مراکش) حاضر ہونے کا اتفاق ہوا تو شہر ”رباط“ کی پبلک لائبریری (الخزانة العامة) میں خود مصنف (ذہبی) کا میزان الاعتدال کا آدھا نسخہ میں نے ایک جلد میں دیکھا جس کا نمبر (۱۲۹-ق) ہے۔ یہ نسخہ ادھورا ہے۔ یہ موجود حصہ عثمان بن مقیم البری کے تعارف کے اوائل سے شروع ہے جو ۱۳۲۵ھ میں مصر سے شائع جلد دوم، ص:۱۹۰ کے آخری حصے کے موافق ہے۔ (یعنی یہ مخطوطہ جہاں سے شروع ہے وہ جگہ ۱۳۲۵ھ کے مطبوعہ مصری نسخے میں جلد دوم ص:۱۹۰ پر ہے۔) اور یہ مخطوطہ کتاب کے خاتمے کے ساتھ ختم ہے۔“

واضح رہے کہ شیخ عبدالفتاح نے یہاں جس مصری نسخے کا ذکر کیا ہے وہ مطبعۃ السعادۃ، مصر سے ۱۳۲۵ھ میں تین جلدوں میں شائع ہوا تھا۔ مطبعۃ السعادۃ والوں نے شاید ضخامت کے پیشِ نظر اس کی اشاعت تین جلدوں میں کی تھی ورنہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال صرف دو جلدوں میں لکھی تھی اور ۱۳۰۱ھ میں لکھنؤ سے یہ دو جلدوں میں شائع بھی ہوئی تھی۔

امام ذہبی کا نسخہ دو جلدوں میں تھا، اس کی دلیل یہ ہے کہ رباط میں موجود قلمی نسخے کے آخری صفحے پر حافظ ذہبی کے سامنے ”میزان“ کی نقل وکتابت اور قراءت کرنے والے محدثین کا ذکر ہے، جن علما و محدثین نے حافظ ذہبی کے سامنے میزان الاعتدال کی نقل حاصل کی یا پڑھ کر سنایا ان کے نام، کتابت وقراءت اور سال کا تذکرہ خود انھیں کے لفظوں میں آخری ورق پر تاریخ کی ترتیب سے درج ہے۔ انھیں محدثین میں سے ایک حافظ نجم الدین سعید بن عبداللہ دہلوی بغدادی دمشقی (۷۱۲ھ-۷۴۹ھ) بھی ہیں جو حافظ ذہبی کے ایک نامور شاگرد ہیں۔ وہ اس آخری ورق پر لکھتے ہیں:

”قرأت جميع هذا الميزان وهو سِفران على جامعه سيدنا شيخ الاسلام الذهبي القاه الله تعالىٰ. الخ.“[2]

ان کے لفظ ”سِفران“ سے واضح ہے کہ حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال دو جلدوں میں لکھی تھی۔

یہ ایک جملۂ معترضہ تھا جو اس لیے درمیان میں آگیا تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ رباط میں حافظ ذہبی کا جو اصل نسخہ ہے وہ میزان الاعتدال کی دوسری اور آخری جلد ہے۔ اگرچہ ہم یہ بات قطع و یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ حافظ ذہبی نے عثمان بن مقسم البرّی ہی کے تعارف سے اِس دوسری جلد کی شروعات کی تھی۔ واللہ اعلم۔

رباط میں موجود یہی مخطوطہ میزان الاعتدال کے مصنف کا اصل نسخہ ہے، اسی سے ان کے تلامذہ اور دیگر محدثین نے ”میزان“ کی نقلیں حاصل کیں اور اسی سے اپنے اپنے نسخوں کی تصحیح کی اور اپنے شیخ کے سامنے پڑھا۔

ہم یہ بات اس لیے بھی کہہ رہے ہیں کیوں کہ اسی مخطوطے کے آخری ورق پر اس کی قراءت اور نقل و کتابت وغیرہ کی جو تفصیلات درج ہیں وہ ۷۲۹ھ اور ۷۴۷ھ کے درمیان کی ہیں اور مقالے کی ابتدا میں یہ بات گذر چکی ہے کہ حافظ ذہبی نے ۷۲۴ھ میں یہ کتاب لکھی، پھر ۴؍ سال تک یعنی ۷۲۸ھ تک اس کی تصحیح کی اور حواشی کی صورت میں اضافے درج کیے اور اسی مخطوطے کے آخر میں ہے کہ ۷۲۹ھ سے اس کی نقل و کتابت اور قراءت ہوئی، اس سے یہ بات مزید وضاحت کے ساتھ سامنے آجاتی ہے کہ یہی مخطوطہ حافظ ذہبی کا اصل نسخہ ہے۔ الحمد

لٰہذا اس مخطوطے کی ایک PDF فائل ہمارے پاس بھی ہے۔

مخطوطات کی دنیا کا یہ عظیم الشان نسخہ "میزان الاعتدال" کے حرف عین میں عثمان بن مقسم البری کے تعارف کے اوائل سے شروع ہے اور کتاب کے خاتمے تک ہے، یعنی اس میں حرف نون بھی ہے اور باب الکنیٰ بھی ہے۔ "میزان" کے اِس سب سے زیادہ مستند و معتمد اور سب سے اہم مخطوطے میں بھی امام ابوحنیفہ کے تعارف کا کوئی نام ونشان نہیں، نہ ہی حرف نون میں "نعمان بن ثابت" نام سے کوئی تعارف ہے اور نہ ہی باب الکنیٰ میں آپ کی کنیت "ابوحنیفہ" کا کوئی تذکرہ ہے۔

اس سے ہمارا یہ یقین اپنی انتہائی بلندیوں تک پہنچ جاتا ہے کہ حافظ ذہبی نے "میزان الاعتدال" میں امام اعظم ابو حنیفہ کا کوئی تعارف لکھا ہی نہیں تھا اور مطبوعہ نسخوں میں یہ جو تعارف پایا جاتا ہے وہ کسی حاسد اور بد خواہ کے خیانت کار ہاتھوں کا کرشمہ ہے۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ لکھتے ہیں: "قد رجعت ايضا الى هذه النسخة العظيمة النادرة المثال في عالم المخطوطات فلَم اجد فيها ترجمة للإمام أبي حنيفة رضى الله تعالىٰ عنه . وهذا مما يقطع معه المرء بان الترجمة المذكورة في بعض نسخ الميزان ليست من قلم الذهبي، و إنما هي دخيلة على الكتاب بيد بعض الحالقين على الامام أبي حنيفة." اھ [۳]

"میں نے دنیائے مخطوطات کے اس بے مثال اور عظیم مخطوطے کی طرف بھی رجوع کیا تو اس میں (بھی) امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی تعارف نہیں پایا۔ اس سے انسان کو یہ یقینِ کامل ہوجاتا ہے کہ "میزان" کے کچھ نسخوں میں مذکور تعارف حافظ ذہبی کے قلم سے نہیں ہے بلکہ وہ امام ابو حنیفہ سے کینہ رکھنے والے کسی شخص کے ہاتھوں کتاب میں گھسادیا گیا ہے۔"

یہاں پہنچنے کے بعد ہمارا نتیجہ بحث دوپہر کے سورج کی طرح روشن ہوچکا جس پر ان شاء اللہ مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

مگر... یہاں ایک سوال ذہن میں اٹھتا ہے کہ جب "میزان الاعتدال" کے صحیح اور معتمد قلمی نسخوں میں یہ تعارف موجود نہیں تو مطبوعہ اور چھپے ہوئے نسخوں میں عام طور سے یہ تعارف کیوں پایا جاتا ہے؟

اس سوال کے جواب تک پہنچنے کے لیے ہمیں "میزان الاعتدال" کی اشاعتی تاریخ کے ایک سرسری جائزے کی ضرورت پڑے گی۔

گذشتہ ڈیڑھ سو سالوں میں مختلف ممالک سے "میزان الاعتدال" کی متعدد طباعتیں ہوئیں:

(۱)-۱۳۰۱ھ کے اواخر میں لکھنؤ کے مطبع انوار محمدی سے میزان الاعتدال دو جلدوں میں شائع ہوئی، الحمد للہ یہ نسخہ ہمیں تھوڑی سی محنت کے بعد حاصل ہوگیا۔

(۲)-۱۳۲۵ھ میں مصر کے مطبعۃ السعادۃ سے میزان الاعتدال تین جلدوں میں طبع ہوئی، بحمدہ تعالیٰ اس کی تیسری جلد ہمارے پاس ہے جو "حرف میم" سے شروع ہے۔

(۳)-۱۳۸۲ھ میں مطبع عیسیٰ البابی الحلبی، قاہرہ (مصر) سے میزان الاعتدال شائع ہوئی۔ تلاش کے باوجود یہ نسخہ ہمیں نہیں مل سکا۔

(۴)-دار المعرفہ، بیروت (لبنان) سے علی محمد البجاوی کی تحقیق کے ساتھ میزان الاعتدال چار جلدوں میں شائع ہوئی، اس پر سنِ طباعت درج نہیں، یہ نسخہ بھی ہمارے پاس ہے۔ [۴]

(۵) ۱۴۲۰ھ میں دار الفکر، بیروت سے صدقی جمیل العطار کی تحقیق و تقدیم کے ساتھ "میزان الاعتدال" چار جلدوں میں اشاعت پذیر ہوئی۔ یہ نسخہ ہمارے پاس نہیں، مگر الجامعۃ الاشرفیہ (مبارک پور) کی "امام احمد رضا لائبریری" میں ہم نے اس سے بکثرت استفادہ کیا۔

(۶)- "میزان" کی ایک اور اشاعت کا ہمیں علم ہوا، جو بیروت کے کسی مکتبے سے علی محمد معوض اور عادل احمد الموجود کی تحقیق کے ساتھ شاید آٹھ جلدوں میں طبع ہوئی۔ لیکن نہ تو مزید تفصیل ہمیں معلوم ہے اور نہ ہی یہ نسخہ ہماری دست رس میں ہے۔

میزان الاعتدال کے صحیح اور قابلِ اعتماد قلمی نسخوں میں امام ابوحنیفہ کا تعارف نہیں تھا مگر کسی مجہول قلمی نسخے میں وہی دو سطری تعارف موجود تھا۔ ۱۳۰۱ھ میں لکھنؤ سے جب میزان کی اشاعت ہورہی تھی تو طباعت کا اہتمام کرنے والے نے جب یہ دیکھا کہ یہ تعارف ایک مخطوطے میں نہیں ہے مگر دوسرے میں ہے تو انھوں نے یہ تعارف اصل کتاب میں شامل نہیں کیا، بلکہ اسے حاشیے پر درج کیا، اور وہیں یہ نوٹ لکھ دیا:

"لما لم تكن هذه الترجمة في نسخة وكانت في اخرىٰ اوردتها على الحاشية." اھ [۵]

"جب یہ تعارف ایک مخطوطے میں نہیں تھا اور دوسرے میں تھا تو میں نے اسے حاشیے پر درج کردیا۔"

نوٹ: میزان کے اس لکھنوی نسخے کی کتابت دو قلمی نسخوں کے پیشِ نظر ہوئی تھی، جیسا کہ اس کے "خاتمۃ الطبع" میں مذکور ہے۔ [۶]

اس طرح ایک مجہول مخطوطے سے امام ابوحنیفہ کا یہ تعارف مطبوعہ نسخے میں آگیا۔ البتہ اس کا میزان الاعتدال سے ہونا مشتبہ تھا، اِس لیے شائع کنندہ نے اسے اصل کتاب میں نہیں بلکہ حاشیے میں رکھا۔

علامہ نیموی کہتے ہیں: "هذه الترجمة لم توجد في النسخ الصحيحة من الميزان. واما ما يوجد على هوامش النسخ المطبوعة نقلا عن بعض النسخ المكتوبة فإنما هو الحاق من بعض الناس، وقد اعتذر الكاتب و علّق عليه هذه العبارة:

ولما لم تكن هذه الترجمة في نسخة وكانت في اخرىٰ اوردتها على الحاشية–انتهىٰ كلامه" اه [۷]

"یہ تعارف میزان کے صحیح مخطوطوں میں نہیں ملا اور وہ جو کسی قلمی نسخے سے نقل کرکے مطبوعہ نسخوں کے حاشیے پر پایا جاتا ہے وہ کسی آدمی کا الحاق ہے۔ کاتب (شائع کنندہ) نے اس پر معذرت کی ہے اور اس پر یہ نوٹ لکھا ہے:

یہ تعارف جب ایک نسخے میں نہیں تھا اور دوسرے میں تھا تو میں نے اسے حاشیے پر رکھ دیا۔"

شیخ عبدالفتاح ابو غدّہ لکھتے ہیں:

"والطبعة الهندية من الميزان المطبوعة في مدينة لكنؤ سنة ۱۳۰۱ بالمطبع المعروف بـ انوا محمدي، لم تذكر فيها ترجمة للإمام أبي حنيفة في أصل الكتاب — وإنما ذكر على الحاشية كلمات في سطرين، قال مثبتها:

لما لم تكن هذه الترجمة في نسخة وكانت في اخرىٰ اوردتها على الحاشية." انتهى [۸]

"میزان کی ہندوستانی اشاعت جو ۱۳۰۱ھ میں مطبع انوار محمدی لکھنؤ سے ہوئی، اس میں امام ابو حنیفہ کا کوئی تعارف اصل کتاب میں نہیں ہے۔ البتہ حاشیے پر دو سطر میں کچھ کلمات مذکور ہیں، جنھیں درج کرنے والے نے یہ کہا ہے:

جب یہ ایک مخطوطے میں نہیں تھے اور دوسرے میں تھے تو میں نے انھیں حاشیے پر درج کیا۔"

پھر جب ۱۳۲۵ھ میں میزان الاعتدال مصر کے مطبعۃ السعادۃ سے طبع ہوئی تو ناشر نے وہی دو سطرے کلمات (تعارف) حاشیے پر نہ رکھ کر اصل کتاب میں داخل کر دیے اور اس پر کوئی تنبیہ بھی نہیں کی، جس سے ناواقف ناظر نے یہی سمجھا کہ یہ یقینی طور پر اصل کتاب کا حصہ ہے جب کہ ایسا نہیں ہے۔

علامہ ابو الفتاح ابو غدّہ لکھتے ہیں: "فلما طبع الكتاب بمصر سنة ۱۳۲۵، طبعت تلك الكلمات التي على الحاشية في صلب الكتاب دون تنبيه." اه [۹]

"پھر جب کتاب (میزان الاعتدال) ۱۳۲۵ھ میں مصر میں طبع ہوئی تو وہ کلمات جو حاشیے میں تھے وہ بغیر کسی تنبیہ کے اصل کتاب میں چھاپ دیے گئے۔"

اس طرح امام ابو حنیفہ کا مذکورہ بالا دو سطری تعارف میزان کے مطبوعہ نسخوں میں اصل کتاب میں شامل کر دیا گیا، اور پھر بعد میں کئی جگہوں سے میزان الاعتدال اسی طرح شائع ہوئی جس کے نتیجے میں ہمیں میزان کے مطبوعہ نسخوں میں یہ تعارف نظر آتا ہے۔

البتہ علامہ عبدالفتاح ابو غدّہ کے بیان کے مطابق ۱۳۸۲ھ میں قاہرہ (مصر) کے مطبع عیسیٰ البابي الحلبي سے جو اشاعت ہوئی تھی وہ حافظ سبط ابن العجمی کے مخطوطے سے ہوئی تھی [۱۰] اور سبط ابن العجمی کے مخطوطے میں یہ تعارف نہیں ہے، جیسا کہ گذرا، اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مطبع عیسیٰ البابي الحلبي کی اس اشاعت میں امام ابو حنیفہ کا یہ تعارف نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم۔

اس کے علاوہ دار المعرفۃ، بیروت نے علی محمد البجاوی کی تحقیق کے ساتھ جو میزان الاعتدال شائع کی ہے اس میں اگرچہ اس تعارف کو کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے، مگر "محققین" نے حاشیے میں یہ نوٹ لکھا ہے:

"هذه الترجمة ليست في س، ل" اه [۱۱]

"یہ تعارف "س" اور "ل" میں نہیں ہے۔"

"س" سے سبط ابن العجمی کے مخطوطے کی طرف اور "ل" سے "لسان المیزان" کی طرف اشارہ ہے، جیسا کہ محقق نے اپنے مقدمے کے صفحہ "ط" اور صفحہ "ی" پر اس کی وضاحت کی ہے۔ [۱۲]

یہاں دار الفکر بیروت سے شائع ہونے والے تحقیق شدہ نسخے کی ایک بوالعجبی پر تنبیہ ضروری ہے تاکہ عام قارئین بھی اس طرف متوجہ ہو سکیں کہ عالم عرب سے "تحقیق" کا لیبل لگا کر شائع کی جانے والی کچھ کتابیں "تحقیق" کے کس "اعلیٰ معیار" پر فائز ہوتی ہیں اور ان میں کیسے کیسے "نمونے" ہوتے ہیں۔!!!

۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء میں دار الفکر (بیروت) سے صدقی جمیل العطار کی تحقیق و تقدیم کے ساتھ میزان الاعتدال شائع ہوئی۔ میری نظر میں اس اشاعت کی دو اہم خصوصیات ہیں:

(۱)–اس اشاعت میں میزان کے اصل مخطوطے یعنی الخزانۃ العامہ، رباط میں محفوظ حافظ ذہبی کے اصل نسخے اور میزان و ذیل المیزان للعراقی کے دیگر مطبوعہ نسخوں پر اعتماد کیا گیا ہے، جیسا کہ مخطوطے کی تصویر اور محقق کے بیان سے ظاہر ہے۔

(۲)–اس میں "میزان الاعتدال" اور "ذیل میزان الاعتدال"

دونوں کو یکجا کر دیا گیا ہے، یعنی حافظ عراقی کی "ذیل المیزان" کے "تراجم" بھی اس میزان میں حروفِ تہجی کی ترتیب سے داخل کر دیے گئے ہیں۔ دونوں میں فرق کے لیے "ذیل کے تراجم" سے پہلے "[ذ]" یعنی بریکٹ کے اندر "ذ" لکھ دی گئی ہے جس سے "ذیل" کی طرف اشارہ ہے۔

صدقہ جمیل العطار لکھتے ہیں: وقد اعتمدنا في اخراج هذه الطبعة للميزان و ذيله علىٰ ما يلي:

١ -مخطوطة الخزانة العامة بالرباط.

٢ -علىٰ ما سبق طبعه من الميزان والذيل.

وقد امتازت هذه الطبعة عن سابقتها بما يلي:

انّها تجمع بين ميزان الاعتدال الأصل و بين ذيل الميزان الاعتدال المتمم للأصل في كتاب واحد . وذلك بادخال تراجم الذيل على الميزان ادخالا مناسبا مع مراعاة التسلسل الأبجدى و تمييزا بين تراجم الأصل وتراجم الذيل، فقد اضيف بجانب رقم الترجمة المسلسل لتراجم الذيل الحرف "ذال" بين معكوفتين هكذا ......[ذ]......" اھ [٣] (ترجمے کی ضرورت نہیں)

میزان الاعتدال کی اس اشاعت میں نہ صرف یہ کہ امام ابو حنیفہ کا مذکورہ تعارف کتاب میں شامل کیا گیا ہے، بلکہ طرفہ تماشا یہ کہ ذرہ برابر کوئی ایسا اشارہ یا تنبیہ بھی نہیں کی گئی ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ "محقق" نے جس مخطوطے پر اعتماد کیا ہے اس میں یہ تعارف نہیں ہے۔!!! گذشتہ صفحات میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ الخزانۃ العامہ، رباط میں محفوظ اصل مخطوطہ اس الحاقی تعارف سے خالی ہے۔ ان شاء اللہ اس مخطوطے کے متعلقہ صفحے کی تصویر ہم ابھی مقالے کے آخر میں پیش کریں گے۔

حافظ ذہبی کے اصل مخطوطے میں یہ تعارف نہ ہونے کے باوجود محض کسی مطبوعہ نسخے پر اعتماد کر کے یہ تعارف میزان الاعتدال میں شامل کرنا یا تو اس کے محقق کی سخت ترین غفلت ہے یا سخت ناروا جسارت اور یہ دونوں چیزیں تحقیق کے دامن پر بدنما داغ ہیں۔

ہم اس مقالے میں جو باتیں کہنا چاہ رہے تھے الحمد للہ وہ پایۂ تکمیل کو پہنچیں۔ اب اہلِ علم کی خدمت میں اصلاح کی التماس ہے۔

اہل نظر جانتے ہیں کہ امام ذہبی کی اس کتاب میں یہ کوئی پہلی اور آخری تبدیلی نہیں ہے۔ شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ کے مطابق اس کتاب میں ذہبی کے سوا دوسروں کا قلم متعدد جگہوں پر چلا ہے۔ [١٤] یعنی تحریف کے پیشے میں چابک دستی رکھنے والوں نے میزان الاعتدال میں بھی اپنا "ہنر" کئی جگہوں پر دکھایا ہے۔ اس لیے اب دو چیزوں کی ضرورت ہے:

(١)-اما ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ فرضی اور الحاقی تعارف "میزان الاعتدال" سے خارج کیا جائے، اور امام ذہبی کی طرف اس کی نسبت کی کھلی تردید کی جائے۔

(٢)-مستقبل میں میزان الاعتدال کی طباعت و اشاعت ان قابلِ اعتماد قلمی نسخوں کے پیشِ نظر کی جائے جن کا تذکرہ علامہ عبد الفتاح ابو غدہ نے کیا ہے اور میزان الاعتدال کی تحقیق میں اس کے مطبوعہ نسخوں پر اعتماد نہ کیا جائے۔ والله الموفق لكل خير.

وصلى الله تعالىٰ علىٰ حبيبه الأكرم و علىٰ آله و صحبه و بارك وسلم؛

اللهم تقبل منى هذا وارحم علىٰ جميع علماء السنة و علينا بهم و علىٰ جميع المسلمين يا ارحم الراحمين.

---

(١)-تعليقات على الرفع والتكميل، ص:١٢٣.
نوٹ: شیخ محمد بن عبد اللہ آل رشید (شاگرد شیخ ابو غدہ) کے مطابق ١٣٨٢ھ میں شیخ عبد الفتاح نے عراق اور ہند و پاک کا بھی ایک طویل سفر کیا تھا، ان دونوں اسفار کی تفصیل کے لیے دیکھیں: امداد الفتاح باسانيد و مرويات الشيخ عبد الفتاح، ص:١٥٥-١٥٩، ناشر مكتبة الامام الشافعي، الرياض، طبع اول ١٤١٩ھ/ ١٩٩٩ء

(٢)-تعليقات على الرفع والتكميل، ص:١٢٣.

(٣)-تعليقات على الرفع والتكميل، ص:١٢٥.

(٤)-مطبع انوار محمدی، مطبع السعادۃ اور دار المعرفہ کے یہ تینوں نسخے ہمارے پاس PDF فائل کی صورت میں موجود ہیں۔ نثار احمد

(٥)-ميزان الاعتدال، حاشيه (هامش)، جلد دوم، ص:٥٣٤، ناشر: مطبع انوار محمدى، لكهنؤ، هند، سن اشاعت:١٣٠١ھ

(٦)-ميزان الاعتدال، خاتمة الطبع، جلد دوم، ص:٦٨٨. مطبوعه: مطبع انوار محمدى، لكهنؤ، هند.

(٧)-التعليق الحسن علىٰ آثار السنن للنيموى، ص:١٧٩.

(٨)-تعليقات على الرفع والتكميل، ص:١٢٢.

(٩)-تعليقات على الرفع والتكميل، ص:١٢٢.

(١٠)-تعليقات على الرفع والتكميل، ص:١٢٦.

(١١)-ميزان الاعتدال، جلد چهارم، ص:٢٦٥. تحقيق: على محمد البجاوى، ناشر: دار المعرفة، بيروت، سن ندارد.

(١٢)-ميزان الاعتدال، جلد اول، مقدمة المحقق، مطبوعه: دار المعرفة، بيروت.

(١٣)-ميزان الاعتدال، جلد اول، ص: ٥. مقدمة الناشر، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، طبع اول ١٤٢٠ھ/ ١٩٩٩ء، تحقيق و تقديم: صدقى جميل العطار.

(١٤)-تعليقات على الرفع والتكميل، ص:١٢٥.